بے ساختہ توحید کا اقرار

حضرت عکرمہؓ کے ایمان لانے کا واقعہ

تحریر: مدثر رشید

جب تک انسان نے اپنے آپ کو شرک کی آلودگی سے بچا کر رکھا تو وہ فوز و فلاح سے ہمکنار ہوتا رہا۔ کامیابی اور کامرانی کی منزلیں طے کرتا رہا، ایک اللہ کا حقیقی خوف اس کے دل میں جاگزیں رہا، اور وہ اپنے اعمال کے برباد ہونے سے ڈرتا رہا۔ لیکن جب اس کا رخ غیروں کی طرف ہوگیا، تو ذلت و رسوائی اسکا مقدر بن گئی جب ہر در پہ اس نے جبین نیاز کو جھکایا تو حاصل کچھ بھی نہ ہوا بلکہ مایوسیوں کی دلدلوں میں دھنستا ہی چلا گیا، اور سچ ہے: ؂

یہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

توحید کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ اس کے سمجھنے کیلئے عقل و خرد کا ہونا لازمی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے: ﴿فاعلم أنه لا إله إلا الله﴾ (محمد: ۱۹) ترجمہ ''خوب اچھی طرح جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' اسی آیت کے پیش نظر امام بخاریؒ اپنی صحیح میں عنوان قائم کرتے ہیں: ''العلم قبل القول والعمل'' (بخاری کتاب العلم باب: ۱۰) یعنی ''توحید کے معاملہ میں کچھ کہنے یا عمل کرنے سے پہلے اسکا علم ہونا ضروری ہے''۔ اور اسی آیت کی توضیح وتشریح اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ابوموسی اشعریؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''ایسے شرک سے بچو جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی خطبہ دیتے ہوئے ہمیں یہی بات ارشاد فرمائی تھی''۔ (احمد، طبرانی)۔

توحید پر ربِ کائنات کی گواہی: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک ہونے کی گواہی سب سے پہلے خود دی ہے، تاکہ لوگوں کو اس موضوع کی اہمیت اور حقانیت کا یقین ہو جائے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿شهد الله أنه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائمًا

بالقسط لا اله الا هو العزيز الحکيم ﴾ (آل عمران ۱۸) ترجمہ ''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس آیت مبارکہ میں فرشتوں کی گواہی کے بعد اہل علم کی گواہی کا ذکر کیا گیا ہے عام انسانوں کی گواہی کا ذکر نہیں کیا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ اصل علم اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی توحید کی پہچان ہے، اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا اقرار کرنے والوں کیلئے یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی گواہی کی تعریف فرمائی ہے۔

بے ساختہ توحید کا اقرار: مشرکین مکہ اگرچہ عام حالات میں اپنے معبودانِ باطلہ کو پکارتے تھے مگر مشکلات اور نوائب ومصائب میں ایک اللہ ہی کو پکارتے تھے، اس بارے قرآن یوں گوہر افشاں ہوتا ہے۔ ﴿فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدين فلما نجٰهم الی البر اذا هم يشرکون ﴾ (العنکبوت: ۶۵) ترجمہ ''پس جب یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ کو پکارتے ہیں پھر وہ جب انہیں ساحل پر پہنچا دیتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔'' مشرکین کا یہ تناقض قرآن میں کئی جگہ بیان ہوا ہے۔ اور یہی تناقض حضرت عکرمہؓ کے اسلام لانے کا باعث بنا۔ عکرمہؓ اسلام کے سب سے بڑے مخالف ابوجہل کا بیٹا تھا، باپ کے قتل ہونے کے بعد اسلام دشمنی میں اس کی جگہ سنبھال لیتا ہے جب مکہ فتح ہوا تو بڑے بڑے پرانے دشمنوں اور صحابہ کرامؓ کے قاتلوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا لیکن اس وقت بھی عکرمہ بن ابوجہل کی عداوت اسے کفر سے چمٹے رہنے پر مجبور کرتی ہے اور وہ مکۃ المکرمۃ سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے، کہاں وہ زمانہ کہ سرداران قریش کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مٹھی بھر صحابہ کرامؓ ہجرتوں پر مجبور کیے جاتے تھے، کہاں یہ وقت کہ ایک قریش سردار پر اللہ کی زمین تنگ ہو چکی ہے اور پناہ ڈھونڈنے کے لئے حیراں وسرگرداں ہے عکرمہ بھاگ کر سمندر کے کنارے جا پہنچتا ہے، یمن کی طرف روانہ ہونے والی کشتی میں سوار ہوا دوران سفر کشتی سمندری طوفانوں کی زد میں آ جاتی ہے، کشتی کے مسافر جو سینکڑوں جعلی معبودوں کے پجاری تھے، اس آڑے وقت میں ایک دوسرے کو کہنے لگے: ''اخلصوا الربکم الدعاء فانه لا ينجی ههنا الا هو'' ''اب صرف اور صرف رب کائنات کو پکارو کہ اس کے علاوہ کوئی نجات نہیں دے سکتا۔'' یہ بات سن کر عکرمہؓ نے کہا اللہ کی قسم! اگر ایک سمندر میں اللہ کے علاوہ کوئی نجات نہیں دے سکتا تو خشکی میں بھی اس کے علاوہ کوئی نجات دہندہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی تو میں سیدھا محمد ﷺ کے پاس پہنچوں گا اور اپنا آپ ان کے حوالے کر دوں گا، یقیناً وہ مجھ سے درگزر

فرمائیں گے، عکرمہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرتا ہے تو ساتھ ہی یہ عہد کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے زمانہ کفر میں اسلام کو مٹانے کیلئے بڑی دولت خرچ کی، اب اسلام کو پھیلانے کے لئے بھی اسی طرح خرچ کروں گا۔ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ عکرمہ نے اس عہد کو خوب نبھایا اور بقیہ ساری زندگی لشکرِ اسلام کے ہراول دستے میں رہ کر بسر کی جہاد کے میدانوں میں دادِ شجاعت دی، حتیٰ کہ تاریخ اسلام کا مشہور معرکہ یرموک عکرمہ کی بہادری کے جوہر دیکھتا ہے جہاں آسمان کے فرشتے جنت کی خلعت لے کر عکرمہ کی روح کے استقبال کے منتظر کھڑے تھے، جب گھمسان کا رن پڑا تو عکرمہ نے اعلان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں لات ومنات کی عزت کیلئے پیش پیش رہا کرتا تھا۔ آج اللہ کے دین کے لئے لڑ رہا ہوں میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ پھر اس نے اونچی آواز سے پکارا کہ کون ہے جو آج موت پر میری بیعت کرے گا، چنانچہ ۴۰۰ غازی اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں جو عکرمہ سمیت سارے کے سارے مسلمانوں کے جرنیل خالد بن ولید کے سامنے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر جاتے ہیں، ان میں سے صرف ایک سپاہی ضرار بن زور زندہ بچتے ہیں، حضرت عکرمہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ کو مدنظر رکھیئے اور پھر آج کے کمزور عقیدہ مسلمانوں کی حالت دیکھیے کہ جہاں مشرکین مکہ کا شرک دم توڑ دیتا تھا اور ان کی زبانوں سے بے ساختہ زمین وآسمان کے رب کا نام نکلتا تھا آج کا بیچارہ توحید سے ناآشنا مسلمان مشکل سے مشکل گھڑی میں بھی پکارتا ہے تو غیر اللہ کو، کبھی خواجہ خضر کے نام کی پناہ مانگتا ہے کبھی معین الدین چشتی لگادے پار کشتی کا ورد کرتا ہے، کبھی بہاء الحق بیڑا دھک کا وظیفہ کرتا ہے اور کبھی یا غوث پاک کا نعرہ لگاتا ہے۔ ان پڑھ لوگوں کو چھوڑیئے، کتنے ہی پڑھے لکھے بلکہ علم ودانش پر ناز کرنے والے ایسے ہیں جو بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو کنارے لگانے کے من گھڑت اور بے سروپا واقعے کو حقیقت سمجھتے ہیں اور اس ناطے سے پیر عبد القادر جیلانی (رحمہ اللہ) کو مشکل کشا حاجت روا کہتے ہیں حالانکہ تاریخ کی کسی مستند کتاب میں یا پیر صاحبؒ کی اپنی تصنیفات میں اس واقعے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ واقعہ گھڑنے والوں کو اتنا بھی یاد نہیں رہا کہ موت کے فیصلے تو رب کائنات کے ہاتھ میں ہیں اور اس کے فیصلے اٹل ہیں۔ رب کے فیصلوں کو ایک پیر عبد القادر جیلانیؒ کیا ساری کائنات کے بزرگ مل کر بھی نہیں بدل سکتے بزرگوں کی عقیدت میں توحید کی حدود کو پھاند جانا اور رب کائنات کی کبریائی وجلال کو نظر انداز کر دینا کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ اگر خالص توحید ہی ہمارے پلے نہ ہوئی تو دیگر اعمال ہمارے کس کام آئیں گے؟ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے عقائد میں جھوٹے واقعات کی بناء پر جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں ان کی اصلاح کی جائے اور کسی ایسی بات پر آنکھیں بند کر کے اعتبار نہ کیا جائے جس پر کتاب وسنت کی مہر نہ لگی ہوئی ہو۔

(بصد شکریہ: مجلہ ''دعوۃ التوحید'' اسلام آباد)